# ✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت فضیلتِ قرآن

وقت 5-7 منٹ

## تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت و فضیلت اور آداب

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں مؤمنوں کو تلاوتِ قرآن کی ہدایت دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل:79)

یعنی سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کے چھا جانے تک نماز قائم کرو اور فجر کے وقت کی تلاوت کو اہمیت دو۔ یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنا (اللہ کے حضور میں) ایک مقبول عمل ہے۔

قُرآن کتابِ رَحماں سِکھلائے راہِ عِرفاں
جو اِس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں

**سامعین!** آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ "تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت و فضیلت اور آداب"

قرآن کریم خدائے رحمان کی عطا کردہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جو اللہ کی خاص رحمت کے تحت ہمیں عطا ہوئی۔ یہ کتاب ایک طرف ہمیں شرعی احکام اور گذشتہ انبیاء اور قوموں کے واقعات بتاتی ہے تو دوسری طرف آئندہ کی پیش خبریاں اور تمام موجودہ اور آئندہ علوم کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کلام کی تاثیرات ہمیشہ زندہ رہیں گی کیونکہ یہ خالق کائنات اور رب العالمین کا کلام ہے اور اسی نے اس کلام کی ہر طرح کی حفاظت کا ذمہ بھی لے رکھا ہے اور اس کی معنوی حفاظت کے لیے ہر زمانے میں ایسے لوگ پیدا کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا جو اس کی تعلیمات کو تازہ کرتے رہیں گے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم سب قرآن کریم سے محبت کرتے ہیں۔ ہمیں بچپن سے قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کا ظاہری ادب اور عزت کرنا بھی سکھایا جاتا ہے جو کہ یقیناً بہت ضروری ہے۔ بہت سے مسلمانوں نے سال ہا سال قرآن کریم کو خوبصورت غلافوں میں بند کر کے اونچی الماریوں میں رکھ کر اپنی دانست میں اس کی بہت عزت کی۔ کچھ نے یہ سمجھا کہ قرآن کو سمجھنا سمجھانا صرف علماء کا کام ہے اور ایک طبقے نے قرآن کو صرف برکت اور ثواب حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا اور اس کی بعض سورتوں کو بعض خاص مواقع پر پڑھنے کے لیے مخصوص کر لیا۔ یا اس کی آیتوں کو تعویذ بنا لیا مگر افسوس کہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کا قرآن کریم سے ایک ذاتی تعلق نہ بن سکا۔ ہم میں سے بہت سوں نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اللہ نے اس کتاب میں بندے کے نام کیا کیا پیغامات بھیجے ہیں۔ کیا کیا احکامات جاری کیے ہیں۔ اور ہم کس طرح اس کی تلاوت کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور سب سے زیادہ آپؐ ہی اس کو سمجھنے والے تھے اور اس کلام کی اصل شان تب ظاہر ہوتی تھی جب خود خدا کا رسول اس کی تلاوت کر کے سناتا تھا۔ یہاں تک کہ عرش کے خدا کو بھی آپ کی تلاوت پر پیار آتا تھا۔ کیوں کہ آپؐ ایک عجیب جذب، سوز و گداز اور عشق و محبت کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر، غور کرتے ہوئے اس پاک کلام کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ کی تلاوت کی شان و عظمت قرآن شریف میں یوں بیان ہوئی: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ أُوْلٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ (البقرہ:122) یعنی جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کی اس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسے تلاوت کا حق ہے یہی لوگ ہیں جو اس کتاب پر سچا ایمان رکھتے ہیں۔

قرآن شریف کی حقیقی عزت اس کی تلاوت کا حق ادا کرنا ہے۔ صرف رسمی طور پر تلاوت کرنا نہیں اور یہی اس کے نزول کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ پوری توجہ اور شرائط کو مدِّنظر رکھ کر قرآن مجید پڑھتے ہیں اور تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ وہ لوگ جن کو ہم نے یہ

کتاب (قرآن کریم) دی ہے وہ اِس کی اِس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اِس پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کو قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے:

يٰأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

(یونس:58۔59)

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی کتاب آگئی ہے جو سراپا نصیحت ہے اور وہ سینوں میں پائی جانے والی بیماریوں کو شفاء دینے والی ہے اور ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اے رسول! لوگوں کو آگاہ کرو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے عطا ہوئی ہے۔ پس اس نعمت کے حصول پر انہیں خوش ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ کتاب اُس مال سے جو وہ جمع کر رہے ہیں کہیں بہتر ہے۔

**سامعین!** تلاوتِ قرآن کی اہمیت کا اِس سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمان ہونے کے اعلان کا جہاں کہا گیا ساتھ ہی تلاوتِ قرآن کا حکم بھی دے دیا گویا ایمان اور تلاوت کو آپس میں لازم اور ملزوم قرار دیا گیا جیسے فرمایا۔ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ (النمل:92-93) یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔

**سامعین!** اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اگر کسی امر کی فضیلت اور اہمیت تلاش کرنی ہو تو قرآن کے سب سے مفسّر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضات پر نظر جاتی ہے۔ آپؐ تلاوتِ قرآنِ کریم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی کتاب قرآنِ کریم سے ایک حرف بھی پڑھتا ہے تو اِسے اِس کے بدلہ میں ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر قرار پاتی ہے۔ پھر فرمایا: مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فی من قرأ حرفا من القرآن)

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناوہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر، کم ہو جاتی ہے اور وہاں شر زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ صاحب قرآن سے (جنت میں) کہا جائے گا کہ تو قرآن پڑھ اور بلند ہوتا چلا جا اور یہاں بھی اسی طرح سنوار کر اور خوبصورت آواز سے پڑھ جیسا کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا اور جتنا تو پڑھتا چلا جائے گا اتنے تیرے مدارج بڑھتے چلے جائیں گے۔ (سنن الترمذی باب فضائل القرآن، باب فیمن قرء حرفاً من القرآن)

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ محض قرآن پڑھنے سے تلاوت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اِنسان اِس کو غور اور تدبّر سے پڑھے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

”وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ وہ اسے بار بار پڑھتے ہیں۔ اس کی تعلیمات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اس سے رہنمائی اور نور حاصل کرتے ہیں۔ اس سے ملنے والے جواہرات سے اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔“

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیب قرآنی کو مدِّ نظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے“ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 429)

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اِک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیا نکلا

**تلاوت کے افضل اوقات**

**سامعین!** قرآن کریم کی تلاوت دن کے اوقات اور رات کے لمحات میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ تاہم تلاوت کی زیادہ برکات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے کچھ اوقات کو افضل قرار دیا ہے۔ ایک وقت کا ذکر تو مَیں آغاز میں سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 79 کی تلاوت میں فجر کے وقت کا کر آیا ہوں۔ دوسرا اہم وقت تلاوت قرآن کے لئے اللہ تعالیٰ نے رات کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس وقت سکون اور خاموشی ہوتی ہے۔ اس وقت کی تلاوت خاص طور پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ کہ رات کے ایک حصہ میں بھی اِس (قرآن کریم) کے ذریعہ تہجد پڑھا کرو۔ اس آیت کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔ فَتَهَجَّدْ بِهٖ میں ہٖ کی ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے اور مراد یہ ہے کہ اس نماز میں تلاوت قرآن پر خاص زور ہونا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اہلِ قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو۔ اِس کی تلاوت رات کے وقت اور دن کو اس طرح کیا کرو جیسے تلاوت کرنے کا حق ہے۔ اس کو پھیلاؤ اور اسے خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ اس پر غور کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“

**تلاوتِ قرآن کریم کے آداب**

**سامعین! ہر کام کو سلیقے اور قرینے سے کرنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ تلاوتِ قرآن کا پہلا ادب اور اصول خوش الحانی سے تلاوت کرنا ہے۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا یعنی قرآن کریم کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ کہ تم اپنی آوازوں سے قرآن کریم کو زینت دو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اپنی عُمدہ آوازوں کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھا کرو کیونکہ اچھی اور عمدہ آواز قرآن کریم کو حُسن میں بڑھا دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے“ **(ملفوظات جلد سوم)**

**تلاوتِ قرآن کا دوسرا ادب اور سلیقہ ٹھہر ٹھہر کر اور صحیح تلفظ کے ساتھ تلاوت کرنا ہے۔** حضرت اُمّ سلمہؓ سے جب کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت بالکل واضح ہوتی تھی۔ ہر حرف جُدا ہوتا تھا۔ یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھ کر ٹھہر جاتے تھے پھر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر ٹھہر جاتے۔

**سامعین! تیسرا اصول اور ادب تلاوت میں باقاعدگی اختیار کرنا ہے۔** حضرت مصلح موعودؓ اس کا طریق یوں بیان فرماتے ہیں۔

”انسان روزانہ پڑھنے کے لئے قرآن کریم کا ایک حصہ مقرر کر لے کہ اتنا حصہ روز پڑھا کروں گا۔ اس کو روزانہ پڑھا جائے اور اس کو پورا کرنے میں کوتاہی نہ کی جاوے۔“

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ عبادت پسند ہے جس پر انسان دوام اختیار کرے اور ناغہ نہ ہونے دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن میں بیان ایک ادب لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”دینی علم اور پاک معارف کے سمجھنے اور حاصل کرنے کے لئے پہلے سچی پاکیزگی کا حاصل کرلینا اور ناپاکی کی راہوں کا چھوڑ دینا ازبس ضروری ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (الواقعہ: 80) یعنی خدا کی پاک کتاب کے اسرار کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو پاک دل ہیں اور پاک فطرت اور پاک عمل رکھتے ہیں۔ دنیوی چالاکیوں سے آسمانی علم ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے“

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 126)

**سامعین!** اللہ تعالیٰ ایک اور ادب کا ذکر یوں فرماتا ہے۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل: 99) یعنی پس جب تو قرآن پڑھے تو دھتکارے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔

اِس میں حکم ہے کہ جب بھی قرآن مجید کی قرآت کی جائے اس سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنا چاہئے۔ قرآن مجید میں مسلمانوں کو تلاوت قرآن کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت یعنی پیروی ایسے کرتے ہیں جیسا کہ اس کی پیروی کا حق ہے۔ ظاہر ہے کہ پیروی پڑھے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کا مطلب ہو گا پیروی کرنے کے لئے پڑھنا۔

فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ (البقرۃ:122)

یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ویسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔

قرآن مجید کی تلاوت کا ایک ادب سورۃ المزمل آیت 21 میں یوں بیان ہوا ہے۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی قرآن میں سے جتنا میسّر ہو پڑھ لیا کرو۔

پھر کہا گیا کہ جب ہمارے ارد گرد قرآن مجید پڑھا جا رہا ہو تو اسے خاموشی سے سننا چاہئے۔ قرآت کے دوران باتیں نہیں کرنی چاہئیں، اس پر غور کرنا چاہئے۔ تاہم پر رحم ہو۔ فرمایا۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (الاعراف:205)

کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ کیونکہ قرآن مجید پڑھے جانے کے وقت شور مچانا جس سے لوگوں کی توجہ قرآن کی طرف نہ ہو کفار کا شیوہ بتایا گیا ہے۔

فرمایا۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ (حٰم سجدہ:27) یعنی اُن لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، کہا کہ اس قرآن پر کان نہ دھرو اور اُس کی تلاوت کے دوران شور کیا کرو تا کہ تم غالب آ جاؤ۔

**پیارے بھائیو!** تلاوتِ قرآن کا پہلا قدم تو قرآن کریم کو صحیح تلفظ اور روانی کے ساتھ پڑھنا سیکھنا تو ہے ہی۔ اِس کا اگلا مرحلہ ترجمے کے ذریعے اس کے مطالب پر غور کرنا، سمجھنا اور پھر تفسیر کا مطالعہ ہے۔ اسی طرح اس کو زیادہ سے زیادہ حفظ کرنا اور سب سے بڑھ کر اس کے حکموں کے مطابق اپنی زندگی گزارنا ہے۔ پڑھنے کے دوران بات سمجھ نہ آئے تو کسی استاد سے مدد لینا ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح دنیا کے باقی علوم کے لیے ہمیں استاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن سیکھنے کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں صرف جذبے اور شوق کی ضرورت ہے۔ بغیر سوچے سمجھے تلاوت کرنے سے ہم وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے جو اس عظیم الشان کتاب کے نزول کا مقصد ہے۔ اپنے نزول کے مقصد کے بارے میں خود قرآن فرماتا ہے۔ یہ عظیم الشان کتاب، جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا، مبارک ہے۔ تا کہ یہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور تا کہ عقل والے نصیحت پکڑیں۔ (ص:30)

اسی بات کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام یوں بیان فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 285 ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا کا کلام سمجھ کر پڑھو۔“

پھر تلاوت قرآن کریم کے حوالے سے آپؑ فرماتے ہیں۔

”انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اُس سے پناہ مانگے اور اُن بد اعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے شاملِ حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چُنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چُنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں۔

”میں نے دنیا میں بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ مگر ایسی دِلربا، راحت بخش اور لذّت دینے والی جس کا نتیجہ دُکھ نہ ہو۔ نہیں دیکھی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے۔ طبیعت اُکتانے کی بجائے، چاہے گی کہ اور وقت اِس پر صَرف کرو۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 34)

قرآن کریم ابتدا سے ہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اس کتاب کے مطالعہ سے انسانی فطرت کو وہ ابتدائی دھکا لگتا ہے جو اسے عشق کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے...اور خواہ کسی درجے کا متقی ہو اس کی راہنمائی کے لئے اس کتاب میں پاک اور مصفیٰ الٰہی تعلیم موجود ہے جس سے متقی کے دل کو یہ تسکین حاصل ہوتی ہے کہ وہ صرف اپنی عقل سے کام نہیں لے رہا بلکہ اسے خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی ہدایت حاصل ہے جس کی مدد سے وہ ہر قدم یقین اور اطمینان سے اٹھا سکتا ہے اور شک و شبہ کی زندگی سے پاک ہو جاتا ہے۔“ پھر ھُدًی لِلْمُتَّقِیْنَ کی مزید تفسیر کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں: ”قرآن کریم میں ایسی قوت ہے کہ جب اس کے کسی ایک حکم پر انسان عمل کرے تو اسے مزید نیکیوں کی توفیق ملتی ہے اور اس کے خیالات میں جلا پیدا ہوتی ہے اور اس کا فکر اور اس کا حوصلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ باریک در باریک تقویٰ کی راہیں اس پر کھولی جاتی ہیں۔ گویا وہ ایک لامتناہی نیکی اور تقویٰ کی نہ ختم ہونے والی راہوں پر چل پڑتا ہے اور اس کی ترقیات کی کوئی انتہا مقرر نہیں کی جاسکتی۔“ (تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 92-93)

**حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔**

اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں فرماتا ہے وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنی یہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے اور ایک ایسی شریعت ہے جو مُبٰرَکٌ ہے۔ تمام آسمانی کتابوں کی خوبیاں اور ان کی بنیادی صداقتیں گویا بہہ کر اس کے اندر آگئی ہیں۔ اب تم اس کتاب مبارک کی کامل پیروی کرو۔ (اتَّبِعُوْہُ) بھی اس سے تمہیں دو فائدے پہنچیں گے۔ ایک تو یہ کہ تم خدا کی پناہ میں آجاؤ گے۔ خدا تمہاری ڈھال بن جائے گا اور وہ تمام شیطانی وساوس سے تمہیں بچائے گا کیونکہ اس کتاب مبارک کی اتباع کے بغیر تقویٰ کی صحیح راہوں کا عرفان بھی حاصل نہیں ہوتا اور ان پر چل کر اللہ تعالیٰ کی کامل حفاظت کے اندر بھی انسان نہیں آسکتا اور دوسرا نتیجہ اس کا یہ نکلے گا کہ تُرْحَمُوْنَ اللہ تعالیٰ کے رحم کے تم مستحق ٹھہرو گے اور اس کے انعامات بے پایاں کے نتیجہ میں جسمانی اور روحانی آسودگی حاصل ہوگی۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 مئی 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں :

”قرآن کریم ہدایت کی ایک ایسی کتاب ہے کہ جو ہر اس انسان کو جو اس سے ہدایت چاہتا ہے پہلے قدم سے لے کر اس کے منتہا تک ہدایت کے تمام اسلوب سکھاتی چلی جاتی ہے اور ہر قدم پر ساتھ دیتی ہے۔ یہ ایک ایسی راہنما کتاب ہے جو منازل کے تمام خطرات سے واقف ہے اور ہر قدم پر جس قسم کے ابتلا مسافر یا سالک کو پیش آسکتے ہیں ان سے بکلی باخبر ہے اور ہر اس مسافر کو جو راہ ہدایت کا مسافر ہے اور قرآن کریم سے راہنمائی چاہتا ہے ہر خطرہ سے وقت پر آگاہ کرتی چلی جاتی ہے اور اس سے بچنے کے طریق سکھلاتی چلی جاتی ہے، نئے حوصلے عطا کرتی چلی جاتی ہے۔ غرضیکہ ایک لمحہ کے لیے بھی راہ سلوک پر چلنے والے کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔“

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 579 خطبہ جمعہ 18 نومبر 1983ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک نیت ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ کوشش تو بہر حال شرط ہے وہ تو کرنی پڑتی ہے۔ دنیاوی چیزوں کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اس کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24، ستمبر 2004ء)

پھر ایک اور موقع پر احباب و خواتین کو باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

”ہمارے بچے عموماً ماشاء اللہ بڑی چھوٹی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیتے ہیں۔ جن کی ماؤں کو زیادہ فکر ہوتی ہے کہ ہماری اولاد جلد قرآنِ کریم ختم کرے وہ اُن پر بڑی محنت کرتی ہیں۔ یہاں بھی اور مختلف ملکوں میں جب مَیں جاتا ہوں تو وہاں بھی بچوں اور والدین کو شوق ہوتا ہے کہ میرے سامنے بچوں سے قرآنِ کریم پڑھوا کر اُن کی آمین کی

تقریب کروائیں۔ لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد پھر اُن کی دہرائی اور بچے کو مستقل قرآنِ کریم پڑھنے کی عادت ڈالنے کے لئے عموماً اتنا تردّد اور کوشش نہیں ہوتی جتنی ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کروانے کے لئے کی جاتی ہے۔ کیونکہ مَیں جب پوچھتا ہوں کہ تلاوت باقاعدہ کرتے ہو یا نہیں (بعضوں کے پڑھنے کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے) تو عموماً تلاوت میں باقاعدگی کا مثبت جواب نہیں ہوتا۔ حالانکہ ماؤں اور باپوں کو قرآنِ کریم ختم کروانے کے بعد بھی اس بات کی نگرانی کرنے چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ بچے پھر باقاعدہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے کی عادت ڈالیں۔ پس اپنی فکریں صرف ایک دفعہ قرآنِ کریم ختم کروانے تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ بعد میں بھی مستقل مزاجی سے اس کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ یقیناً پہلی مرتبہ قرآنِ کریم پڑھانا اور ختم کروانا ایک بہت اہم کام ہے۔ بعض مائیں چار پانچ سال کے بچوں کو قرآنِ کریم ختم کروادیتی ہیں اور یقیناً یہ بڑا محنت طلب کام ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ مستقل مزاجی سے اسے جاری رکھنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک خاتون کا مجھے خط ملا جس میں میری والدہ کا ذکر تھا اور لکھا کہ ایک بات جو انہوں نے مجھے کہی اور آج تک میں اس پر اُن کی شکر گزار ہوں کہ ایک دفعہ میں اپنی بچی یا بچے کو لے کر گئی جس نے قرآنِ کریم ختم کیا تھا تو مَیں نے بڑے فخر سے انہیں بتایا کہ اس بچے نے چھ سال کی عمر میں قرآنِ کریم ختم کر لیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ چھ سال یا پانچ سال میں قرآنِ کریم ختم کرنا تو اتنے کمال کی بات نہیں ہے۔ مجھے تم یہ بتاؤ کہ تم نے بچے کے دل میں قرآنِ کریم کی محبت کتنی پیدا کی ہے؟ تو حقیقت یہی ہے کہ قرآنِ کریم پڑھانے کے ساتھ ہی قرآنِ کریم کی محبت پیدا کرنی بھی ضروری ہے۔ اور تبھی بچے کو خود پڑھنے کا شوق بھی ہو گا۔ اور جس زمانے اور دَور سے ہم گزر رہے ہیں جہاں بچوں کے لئے متفرق دلچسپیاں ہیں۔ ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے، دوسری کتابیں ہیں۔ ان دلچسپیوں میں بچے کا خود صبح باقاعدہ تلاوت کرنا اور پڑھنا اُسے قرآنِ کریم کی اہمیت کا احساس دلائے گا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 16 دسمبر 2011ء)

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فُرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اِک لفظ مسیحا نکلا

**سامعین!** مَیں اپنی تقریر کا اختتام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ والسلام کی جماعت کو قرآن مجید کے متعلق ایک نصیحت پر کرتا ہوں۔ آپؑ تحریر فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسانی کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔" (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

اللہ کرے کہ ہم لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ہیں۔ قرآن کو سیکھ کر اس کی محبت کو اپنے دلوں میں بٹھانے والے ہوں تا کہ آسمان پر عزت پانے کے قابل ہو سکیں۔ آسمان پر عزت پانا کیا ہے یہی کہ ہمیں خدا کا قرب حاصل ہو۔ قبولیت دعا کے نشان ملیں۔ اور اس کے پیار کی نظر ہم پر پڑے اور ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے۔ آمین

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

✿✿✿✿